OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾*Journal of Islamic Studies*﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 1,Jan -June 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.01.0068 , PP: 95-107

تسعیر کی فقہی حیثیت سے متعلق آراء کا تحقیقی مطالعہ

Research Study Of Views On The Jurisprudential Status Of Pricing

Published: 10-07-2021
Accepted: 26-05-2021
Received: 25-04-2021

Muhammad Ubaid Ullah
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: ubaid569@gmail.com

Muhammad Luqman Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur
Email: mluqmankhan15@gmail.com

Abstract

In jurisprudential terms, setting the price of goods by the government and ordering traders to sell goods at the same price is called pricing. According to iman Abu Hanifa, imam shafi, and imam Ahmad bin Hanbal, under normal circumstances. The government does not have the right to set the prices of goods. According to Iman Malik, it is permissible for the government to fix the prices of goods in the market to protect the people from harm. Hanfi jurists have allowed pricing with one condition. Such as when there is artificial inflation in the market due to collusion of traders or hoarding and price is being doubled. Then it is permissible for the government to fix prices in order to protect the public from harm. According to our research this opinion is preferred. Nowadays while stockpiling and commericial monopolies are common in the market, it is important for the government to set prices in the public interest and to protect them from harm.

Keywords: *pricing , jurisprudential, artificial inflation*

تمہید:

ایک اسلامی ملک میں بسنے والے تمام شہریوں کو عدل وانصاف فراہم کرنا، اور ان کے جان ومال کا تحفظ کرنا اور امن و امان کا قائم کرنا اسلامی ریاست کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔جس طرح ایک انسان کو اس کے اپنے مال میں تصرف یعنی بیع و شراء سے روکنا عدل وانصاف کے منافی ہے اسی طرح ایک انسانوں کے ایک گروہ کا اشیاء کو ذخیرہ کرکے مہنگے داموں فروخت کرنا اور عوام الناس کے مال کو ظلما ہتھیانا بھی عدل وانصاف کے منافی ہے۔مثلا مختلف صنعتی و تجارتی اجارہ داریوں کی وجہ سے بڑے

CC BY

بڑے بازاروں پر سرمایہ دار کا اثر رسوخ ہوتا ہے اور وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اشیاء کی قیمتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اشیاء کے نرخ بہت زیادہ کرکے عوام الناس سے زائد منافع وصول کر لیتے ہیں۔اشیاء کی قیمتوں میں حد سے زیادہ اضافہ کی ذمہ دار یہ صنعتی و تجارتی اجارہ داریاں ہیں۔اگر ان مارکیٹوں اور بازاروں پر سے ان اجارہ داریوں کو ختم کر دیا جائے تو اس سے عوام الناس کو مناسب داموں اشیاء مل سکتی ہیں اور عوام سے زائد منافع وصول نہیں کیا جاسکے گا۔اسی طرح اشیاء خورد و نوش کی ذخیرہ اندوزی بھی قیمتوں میں اضافہ کا ایک سبب ہے کہ جب مارکیٹ سے اشیاء میں کمی ہو جائے تو پھر اپنی مرضی کے مہنگے داموں اشیاء کو فروخت کیا جائے، اور عوام سے زیادہ منافع کمایا جائے۔ایسی صورت حال میں حکومت اشیاء کے نرخ مقرر کرکے ہی اس زیادتی کو کنٹرول کر سکتی ہے۔لیکن ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حکومت وقت عوام کے لیے اشیاء کا ایک نرخ اور قیمت مقرر کرکے اس کے مطابق اشیاء فروخت کرنے کا حکم کرتی ہے، تو کیا حکومت کا ایسا کرنا عوام کو اپنے مال کے اندر تصرف کے حق کو غصب کرنے کے زمرے میں آئے گا یا نہیں؟ اور کیا حکومت کو ایسا کرنا اسلامی احکامات کی روشنی میں کیسا ہے؟ اشیاء کے نرخ مقرر کرنے کے متعلق فقہاء کے ہاں تسعیر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، تو اس آرٹیکل میں تسعیر کی فقہی حیثیت کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے۔

تسعیر کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

تسعیر کا مادہ (س ع ر) ہے۔سَعَرَ آگ یا جنگ کا بھڑکانا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ﴾[1]

اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔

سعرت مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔اِستَعَرَت اور تَسَعَّرَت آگ جلانا ہے۔اور اَلسَّعِیر آگ کو کہتے ہیں جیسے اللہ تعالی کا قول ہے کہ

﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ﴾[2]

فراء اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں کہ مجرم تکلیف اور عذاب میں ہوں گے۔اور اَلسُّعُر کا معنی جنون بھی ہے، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا﴾[3]

اور کافی ہے دوزخ کی بھڑکتی آگ۔

اور اَلسِعر اسعار کی واحد ہے،اور تسعیر نرخ مقرر کرنے کو کہتے ہیں۔[4]

السعر (سین کے کسرہ کے ساتھ) نرخ کو کہتے ہیں۔اور اسی سے تسعیر ہے جس کے معنی نرخ یا بھاؤ مقرر کرنا ہے۔چنانچہ لسان العرب میں ہے کہ

"التسعیر: تقدیر السعر"[5]

تسعیر سے مراد نرخ (قیمت) مقرر کرنا ہے۔

سعر (سین کے کسرہ کے ساتھ) کا معنی وہ قیمت جو طے ہو جائے۔اور اسعرو، سعروا، اور تسعیرا کا ایک ہی معنی طے شدہ قیمت ہے۔[6]

تسعیر سعر کا مصدر ہے جو اشیاء کی قیمتیں مقرر کرنے کو کہتے ہیں۔

"فرض الدولة الاثمان العادلة للسلع قطعا."[7]

حکومت کا سامان کی منصفانہ قیمتیں قطعی طور پر طے کرنا تسعیر کہلاتا ہے۔

محمد بن عبد الہادی سندی لکھتے ہیں کہ

"أن التسعير تصرف فی أموال الناس بغير إذن اهلها." [8]

تسعیر لوگوں کے مال میں ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا ہے۔

تسعیر کی اصطلاحی تعریف:

علامہ شوکانی تسعیر کی اصطلاحی تعریف کرتے ہیں

"التسعير هو أن يَأمرَ السلطان أو نوابه' او كل من ولی من امور المسلمين امرا أهل السوقِ أن لايبيعوا أمتعتهم إلا بسعرِ كذافيمنعوا من الزيادةِ عليه أو النقصانِ لمصلحة." [9]

حکمران یا اس کے وزراء یا کوئی بھی شخص جس کو مسلمانوں کے معاملات کا امیر بنایا گیا ہو وہ بازار کے تجار کو یہ حکم کرے کہ صرف اس کے مقرر کردہ نرخ (قیمت) پر اپنا سامان فروخت کریں، اور وہ مصلحتاً ان کو اس مقرر کردہ نرخ سے کم یا زیادہ قیمت پر فروخت کرنے سے منع کرے۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے تسعیر سے مراد عوام الناس یا کسی گروہ کو اپنی اشیاء یا سامان کا اپنی مرضی کے بھاؤ مقرر کرنے سے روکنا ہے۔ اور حکمران یا والی لوگوں کی مصلحت کے لیے اشیاء کے نرخ مقرر کرتا ہے تاکہ کوئی بھی شخص یا گروہ اشیاء کی قیمتوں کو بہت زیادہ کرکے عوام الناس پر ظلم نہ کرسکیں۔

تسعیر کی شرعی حیثیت کے متعلق آراء:

کیا ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے مملوکہ سامان یا اشیاء کی قیمت خود مقرر کرے؟ یا گورنمنٹ اور حکمران کو یہ حق حاصل ہے کہ اشیاء کی قیمتیں مقرر کرے؟ فقہائے کرام کے ہاں تسعیر کی شرعی حیثیت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔

فقہائے احناف ؒ کی رائے:

احناف کے نزدیک عام حالت کے اندر حکمران کے لیے اشیاء کے نرخ مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اشیاء کی قیمت مقرر کرنا بائع کا حق ہے اور بائع کے حق کو سلب کرنا اور اس میں تصرف کرنا حکمران کے لیے جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے کہ

"ولا ينبغی للسلطان ان يسعر لقوله ﷺ لا تسعروا...الخ"[10]

سلطان یعنی حکمران کے لیے جائز نہیں ہے کہ اشیاء کے بھاؤ مقرر کرے۔ نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اشیاء کے بھاؤ مقرر نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ مقرر کرنے والا، تنگی اور وسعت کرنے والا، اور رزق دینے والا ہے۔

صاحبِ ہدایہ تسعیر کے ناجائز ہونے کی دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ

"لأن الثمن حق العاقد فاليه تقديره فلا للامام ان يتعرض لحقه."[11]

تسعیر اس لیے ناجائز ہے کہ ثمن عاقد کا حق ہے تو اس کا بھاؤ مقرر کرنا بھی اسی کے سپرد ہے، امام یعنی حکمران کے لیے نامناسب ہے کہ بھاؤ مقرر کرکے عاقد کے حق سے تعارض کرے۔

احناف کے نزدیک تسعیر کے جواز کی شرائط:

احناف کے ہاں تسعیر کے ناجائز ہونے کا حکم عام حالات کے اندر ہے جبکہ بازار میں ذخیرہ اندوزی بھی نہ ہو اور اشیاء کی

قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کر کے عوام الناس کو ضرر اور تکلیف بھی نہ دی جا رہی ہو۔ اگر ذخیرہ اندوزی وغیرہ کے ذریعے مہنگائی کر کے جان بوجھ کر عوام کو مصیبت میں ڈالا جا رہا ہو تو ایسی صورت میں حکمران کے لیے اشیاء کے بھاؤ مقرر جائز ہے۔ تاکہ کہ عوام الناس کو ضرر سے بچایا جاسکے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اشیاء کے نرخ مقرر کرنے کے بغیر عوام سے ضرر کو دور کرنا ممکن نہ ہو تو پھر حکمران کے لیے نرخ مقرر کرنا جائز ہے۔[12]

جب لوگ غلہ فروش ہوں اور قیمتوں میں مصنوعی مہنگائی اتنی زیادہ کر دی جائے کہ نرخ اور بھاؤ مقرر کرنے کے بغیر عوام الناس کے حقوق کی حفاظت مشکل ہو تو حکمران کے لیے نرخ مقرر کرنا جائز ہوگا۔ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی لکھتے ہیں کہ

"ویکرہ التسعیر إلا اذا تعدی ارباب الطعام فی القیمة تعدیا فاحشا فلا بأس به بمشورة اهل الخبرة."[13]

تسعیر مکروہ ہے مگر جب غلہ والے قیمتوں میں تجاوز فاحش (بہت زیادہ اضافہ) کر لیں تو پھر اہل الرائے (ماہرین) کی مشاورت سے بھاؤ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احناف کے ہاں عام حالات میں تسعیر یعنی کنٹرول ریٹ مکروہ ہے اور اس کے جائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ غلہ فروش قیمتوں میں تجاوز فاحش کر دیں، اور تجاوز فاحش سے مراد یہ ہے کہ دوگنی قیمت پر فروخت کیا جائے۔[14]

امام مالکؒ کی رائے:

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ

"یجب التسعیر علی الوالی دفعا للضرر عن العامة."[15]

عام لوگوں سے ضرر کو دفع کرنے کے لیے حکمران کے لیے تسعیر واجب ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ جب بازار میں ایک عام نرخ پر اشیاء فروخت ہو رہی ہوں اور بعض لوگ اس سے بھی کم ریٹ پر چیزیں فروخت کرنے کا ارادہ کریں تو انہیں اس سے منع کیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا یا تو عام نرخ پر اشیاء فروخت کریں یا بازار سے چلے جائیں۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ جلّابون (شہر یا منڈی سے باہر سے سامان خرید کر لانے والے) کے لیے کسی بھی چیز میں کوئی نرخ طے نہ کیا جائے۔ تسعیر ان کے علاوہ لوگوں کے لیے ہے جو عام ریٹ سے کم قیمت پر فروخت کریں۔ ان سے کہا جائے گا یا تو عام ریٹ کے مطابق اشیاء فروخت کرو یا بازار سے چلے جاؤ۔[16]

فقہائے شوافع کی رائے:

شوافع کے ہاں بھی عام حالات میں حکمران کے لیے تسعیر جائز نہیں ہے۔ چنانچہ یحیٰ بن ابی الخیر لکھتے ہیں کہ

"التسعیر عندنا محرم وهو أن یأمر الوالی أهل الاسواق أن لا یبیعوا امتعتهم إلا بسعر کذا و کذا ...الخ"[17]

تسعیر ہمارے نزدیک حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ والی یعنی حکمران بازار والوں کو یہ حکم کرے اپنے سامان صرف اس مقررہ نرخ پر فروخت کریں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ تسعیر اس لیے ناجائز ہے کہ

" لأن الناس مسلطون علی اموالهم لیس لأحد أن یاخذها ولا شیئا منها بغیر طیب انفسهم الا فی

المواضع التی تلزمهم و هذا ليس منها."

ان اس لیے کہ لوگوں کا اپنے اموال پر قبضہ ہوتا ہے، کسی فرد کے لیے جائز نہیں کہ لوگوں کے طیب نفس کے بغیر ان کا مال لے، سوائے ایسے مقامات کے جہاں ان کا لینا لازم ہو اور تسعیر ان مقامات میں سے نہیں ہے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ تسعیر دو قسم ہیں ۔ پہلی قسم جو لوگوں پر ظلم کو متضمن ہے اور یہ حرام ہے۔ وہ اس طرح کہ لوگوں کو ظلماً ایسی قیمت پر سامان فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے جس پر وہ راضی نہیں ہیں۔ یا انہیں اس چیز سے منع کرنا ہے جسے اللہ تعالی نے مباح کیا ہے۔ یہ قسم حرام ہے۔ تسعیر کی دوسری قسم جو لوگوں کے درمیان عدل کرنے کو متضمن ہے۔ جیسے لوگوں کو معاوضہ میں ثمنِ مثل لینے پر مجبور کرنا ہے، اور معاوضہ میں ثمن مثل سے زیادہ لینے سے منع کرنا ہے یہ جائز بلکہ واجب ہے۔[18]

فقہائے حنابلہ کی رائے:

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تسعیر جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں۔

" لا يحل التسعير."[19]

تسعیر حلال یعنی جائز نہیں ہے۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں تسعیر اس لیے جائز نہیں ہے کہ یہ بائع پر ظلم ہے کہ اسے بغیر کسی حق کے اپنے سامان کی بیع کرنے پر مجبور کرنا ہے۔ یا بائع کو اس بیع سے روکنا ہے جس پر متعاقدین راضی ہیں۔[20]

ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ تسعیر مہنگائی کا سبب ہے۔اس لیے جالبین (بیع جلب کرنے والے) کو جب تسعیر (یعنی طے شدہ نرخ) کی خبر پہنچے گی تو وہ سامان ایسے شہر میں لے کر ہی نہیں جائیں گے جہاں انھیں ایسے نرخ پر اشیاء فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے جس پر وہ راضی نہیں۔ اور ان کے پاس جو بھی سامان ہوگا اس کی بیع سے رک جائیں گے اور اسے چھپالیں گے۔ جبکہ حاجتمند ان اشیاء کو طلب کریں گے تو بہت کم مقدار میں انہیں پائیں گے۔ تو وہ زیادہ قیمت لگائیں گے تاکہ انہیں وہ چیز مل جائے، تو اس طرح قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا۔ گویا تسعیر میں جانبین سے نقصان ہوگا۔ حکمرانوں کی جانب سے لوگوں کو ان کی اشیاء فروخت کرنے سے روکنے سے، اور مشتری کو اس کی غرض تک پہنچنے سے روکنے سے۔اس لیے تسعیر حرام ہے۔[21]

تسعیر کے ناجائز ہونے کے دلائل:

قرآن کریم اور حضور اقدس ﷺ کی احادیث مبارکہ میں واضح طور پر سامان و اشیاء کی قیمت مقرر کرنے کا حق مالک کو دیا گیا ہے۔ مالک کی اجازت کے بغیر اس کی مملوکہ اشیاء میں تصرف جائز نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَأۡكُلُوٓاْ أَمۡوَٰلَكُم بَيۡنَكُم بِٱلۡبَٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٖ مِّنكُمۡۚ وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيمٗا ﴾[22]

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فوائد حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہو۔

آیت مذکورہ میں لفظ لا تاکلوا ایا ہے جس کے معنی ہیں مت کھاؤ۔ مگر عام محاورہ کے مطابق اس کا مطلب ہے کہ

دوسروں کے مال ناحق طور پر کسی قسم کا تصرف نہ کرو، خواہ کھانے پینے کا ہو یا اسے استعمال کرنے کا ہو۔اور عرف عام میں کسی کے مال میں تصرف کرنے کو اس کا کھانا ہی بولا جاتا ہے اگرچہ وہ کھانے کی چیز نہ ہو۔ [23]

تفسیر بحر المحیط میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں ہے کہ عن تراض کی قید دلالت کرتی ہے کہ دوسرے کا مال ایسی تجارت کی صورت میں لے سکتا ہے جس میں طرفین یعنی بائع اور مشتری کی رضامندی ہو۔اور آیت مذکورہ میں غیر التراضی ذکر نہیں کیا۔آیت کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ اگر ایک چیز جو سو درہم کے برابر ہے اسے رضامندی سے ایک درہم کی بیچ دے تو جائز ہے، چاہے بائع کو اصل قیمت کی برابری کا علم ہو یا نہ ہو۔ [24]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا آگاہ رہو! مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور

"لا یحل له دمه ولا شیء من ماله إلا بطیب نفسه...الحدیث"[25]

ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا خون حلال نہیں اور نہ دوسرے کی طیب نفس کے بغیر اس کا مال سے کچھ لینا حلال ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ بیع وہی معتبر ہوگی جو بائع و مشتری کی رضامندی اور خوش دلی سے ہو اور کسی ایک کو بھی مجبور نہ کیا گیا ہو۔جبکہ تسعیر میں بائع کو ایک مقررہ ریٹ پر اشیاء فروخت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے لہٰذا تسعیر ناجائز ہے۔

ایک حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے سنا۔

" اِنمّا البیع عن تراض...الحدیث"26

بے شک بیع (خرید وفروخت) تو جانبین (بائع و مشتری) کی رضا سے ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے بیع پر مجبور کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگوں پر ایسا سخت زمانہ آئے گا کہ وسعت والا یعنی مالدار اپنے مال کو روک کر رکھے گا (اور دوسروں پر خرچ نہیں کرے گا حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ آپ میں احسان کرنا نہ بھولو، اور شریر لوگوں کی عزت کی جائے گی اور عزت داروں کو ذلیل کیا جائے گا، اور لوگوں کو بیع کرنے پر مجبور کیا جائے گا حالانکہ

"نہی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن بیع المضطرین...الحدیث"[27]

رسول اکرم ﷺ نے بیع پر مجبور کیے ہوؤں کی بیع سے روکا ہے۔

بیع المضطر سے مراد یہ ہے کہ بیع کرنے پر دوسرے کو مجبور کیا جائے جس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ ایک نرخ متعین کیا جائے اس سے کم یا زیادہ بیچنے کی اجازت نہ دی جائے۔یعنی ایک متعین اور مقرر ریٹ پر اشیاء فروخت کرنے پر دوسرے کو مجبور کیا جانا بھی بیع المضطر ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔چنانچہ دوسرے کی چیز کی جبرا بیع کے ناجائز ہونے کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک فیصلہ بھی ملتا ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر کو خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنا چاہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکان فروخت کرنے سے انکار کیا اور فرمایا یہ مکان مجھے حضور اقدس ﷺ نے دیا تھا۔دونوں حضرات یہ مقدمہ لے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دونوں کا مؤقف سننے کے بعد فرمایا اللہ تعالی نے اپنے بندے اور نبی حضرت داؤد

علیہ السلام کو صخرہ نامی جگہ پر اپنا گھر تعمیر کرنے حکم کیا۔ لیکن یہ جگہ ایک لڑکے کی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے لڑکے کو حکم الٰہی سنایا تو لڑکے نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم کیا ہے کہ میری خوشی کے بغیر اسے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ زمین کے خزانوں سے اسے خوش کر دیں۔ حضرات داؤد علیہ السلام اسے خزانے کی پیش کش کرتے رہے اور وہ زیادہ کا مطالبہ کرتا رہا حتیٰ کہ وہ نو قنطار پر مان گیا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے واقعہ بیان کرنے کے بعد عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، کیا آپ نے میرے حق میں فیصلہ نہیں دیا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے

"فانی اشهدک أنی قد جعلتها لله."[28]

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اللہ کے لیے وقف کر دیا۔

اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ دوسرے کی رضامندی کے بغیر اس کے مال میں تصرف ناجائز ہے۔ اسی بناء پر تسعیر ناجائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اشیاء کی قیمتیں بازار میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں، آپ ہمارے لیے اشیاء کی قیمتیں مقرر فرمادیں (تاکہ مہنگائی کنٹرول رہے) تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

" ان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق...الحديث"[29]

بے شک اللہ تعالیٰ ہی قیمت مقرر کرنے والے ہیں، وہی مہنگا اور سستا کرنے والے اور روزی دینے والے ہیں، اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ کوئی مجھ سے مال یا خون میں ظلم کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔

مسند ابی یعلیٰ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں شام سے ایک عجمی آدمی تیس ہودج اونٹ کھجور اور گندم کے لایا اور اس نے قیمت زیادہ بڑھادی یعنی ایک مد (حضور ﷺ کا) ایک درہم کے بدلے میں دینے لگا۔ اور لوگوں کے پاس ان دنوں میں کھانے کی کوئی اور چیز بھی نہیں تھی۔ لوگوں نے حضور اقدس ﷺ سے مہنگائی (یعنی قیمتوں کی زیادتی) کی شکایت کی، تو حضور اقدس ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا۔

"ألا لألقين الله تبارك وتعالى قبل أن اعطى احدا من مال احدبغير طيب نفسه...الحديث"[30]

آگاہ رہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں کہ میں کسی کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر کسی کو دینے والا ہوں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نرخ مقرر کرکے قیمتوں کا کنٹرول کرنا بائع یا مشتری کسی ایک پر ظلم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کا ذمہ دار بننا قبول نہ فرمایا۔

صحیح ابن حبان میں اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

" انما البيع عن تراض ولكن فى بيوعكم خصالا اذكرها لكم...الخ"[31]

یقیناً بیع رضامندی سے ہوتی ہے لیکن بیع میں کچھ خصوصیات ذکر کرتا ہوں۔ آپس میں کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے سے بڑھ کر سامان کی بولی نہ لگاؤ، اور آپ میں حسد نہ کرو، اور ایک آدمی اپنے بھائی کے مقرر کردہ بھاؤ پر قیمت نہ لگائے، اور شہری

دیہاتی (کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے حدود شہر سے باہر اس) سے سامان نہ خریدے (تاکہ شہر میں پھر مہنگے داموں فروخت کرے)، اور بیع باہمی (بائع و مشتری) کی رضامندی سے ہے، اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

مذکورہ بالا روایات اس پر دال ہیں کہ اشیاء کے نرخ (قیمت) مقرر کرنا مملوکہ اشیاء کے مالک کا حق ہے۔ لیکن عوام کی مصلحت کے لیے حکومت کا اشیاء کے بھاؤ اور نرخ مقرر کرنا کے متعلق فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

تسعیر کے جواز کے دلائل:

تسعیر کے جائز ہونے کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل پیش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بازار میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو کہ کشمش (عام ریٹ سے کم قیمت پر) فروخت کر رہے تھے۔ تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا

"إما أن تزيد فی السعر و إما أن ترفع من سوقنا."[32]

یا تو قیمت میں اضافہ کرو (یعنی عام نرخ کے مطابق فروخت کرو) یا ہمارے بازار سے چلے جاؤ۔

لیکن امام شافعیؒ نے ایک اور روایت نقل کی ہے۔ جس میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا تو اپنا ریٹ زیادہ کرکے بازار کی ریٹ کے مطابق کرو یا گھر چلے جاؤ اور وہاں جا کر فروخت کرو۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو یہ کہہ کر واپس آگئے تو اپنا محاسبہ کیا۔ اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور ان سے فرمایا میں نے جو آپ سے کہا ہے وہ نہ تو فیصلہ ہے اور نہ ہی سختی ہے بلکہ میں نے اہل شہر کی بھلائی کے لیے ایک بات کہہ دی۔

"فحيث شئت فبع وكيف شئت فبع."[33]

پس اب جہاں چاہو اور جیسے چاہو فروخت کرو۔

تسعیر کے جائز ہونے کی بڑی دلیل دفع مضرت ہے۔ فقہاء کے ہاں ایک اصول اور قاعدہ ہے کہ

"الضرر یزال."[34]

ضرر اور نقصان کو زائل یعنی دور کیا جائے گا۔

اس قاعدے کی اصل ایک حدیث ہے جس کی تخریج مؤطا مالک، مستدرک حاکم، سنن بیہقی اور دار قطنی میں کی گئی ہے۔ جس میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا نہ ضرر پہنچے اور نہ ضرر پہنچایا جائے۔[35]

اس قاعدے اور اصول کے پیش نظر حکومت وقت کی ذمہ داری کے عوام الناس کے حقوق کا دفاع کرے اور انہیں ضرر اور نقصان سے بچائے۔ اگر غیر فطری طریقے پر اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کر عوام الناس کو تکلیف دی جا رہی ہو تو عوام کو ضرر سے بچانے کے لیے تسعیر جائز ہو گی۔

عوام الناس سے دفع مضرت کے لیے حکومت وقت کو بعض لوگوں پر جبر کر سکتی ہے۔ حکومت وقت لوگوں کی تکلیف دور کرنے کے لیے کسی جبراً زمین خرید کر راستے میں شامل کر سکتی ہے۔ مثلاً راستہ یا مسجد تنگ ہو جس کی وجہ سے عوام الناس کو تکلیف ہوتی اور اس کی توسیع کی ضرورت ہو۔ لیکن مالک زمین فروخت کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو ایسی صورت میں حکومت زمین کی قیمت مالک کو دے کر جبراً زمین مسجد یا راستہ میں شامل کر سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام مسجد نبوی کی توسیع اسی بناء پر کی۔[36]

ترجیح:

جمہور فقہاء کی رائے کو ترجیح حاصل ہے وہ یہ کہ عام حالات میں تسعیر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ تسعیر اشیائے مملوکہ میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا ہے، جو کہ بالاتفاق جائز نہیں ہے۔ البتہ جب ذخیرہ اندوزی یا کسی اور وجہ سے مصنوعی مہنگائی کر دی جائے اور عوام الناس پر ظلم ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں حکمران کے لیے ضروری ہے کہ کنٹرول ریٹ کے ذریعے عوام کے حقوق کی حفاظت کرے۔ ایسی صورت میں تسعیر ضرر کے دفع کرنے کے لیے مصلحتاً جائز ہو گی۔

اسلام کا اقتصادی نظام ایک آزاد اقتصادی نظام ہے جو اسلامی نظام کی حدود میں ہر مسلمان کے حقوق کی رعائیت کرتا ہے۔ جس میں سب اہم انصاف، قناعت اور حلال، پاک اور جائز منافع کا التزام کرنا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"دعوا الناس يرزق بعضهم من بعض واذا استنصح احدكم اخاه فلينصحه."[37]

لوگوں کو چھوڑ دو بعض کو بعض کے ذریعے رزق دیا جاتا ہے، اور جب تم سے کو نصیحت طلب کرے تو اسے چاہیے اپنے بھائی کو اچھی نصیحت کرے۔

عصر حاضر میں مادیت، نفس پرستی اور حرص و لالچ جیسی بیماریاں عام ہیں۔ جس کی وجہ سے ذخیرہ اندوزی اور مختلف گرہوں کے گھ جوڑ سے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے اشیاء کے نرخ بڑھائے جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں تسعیر کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ غریب عوام کی مصلحت کے لیے روزمرہ کی اشیائے ضرورت کی قیمتوں کا تعین ضروری ہے۔ حکومت وقت پر لازم ہے عوام الناس کو جان اور مال کا تحفظ فراہم کرے۔ مالی تحفظ فراہم کرنے کے لیے بھی تسعیر ضروری ہے۔

نتائج البحث:

1. اصطلاح میں تسعیر سے مراد بازار میں فروخت ہونے والی اشیاء کے لیے حکومت وقت کا نرخ نامہ جاری کرنا کہلاتا ہے۔
2. عام حالات میں امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ تسعیر کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔
3. امام مالکؒ کے نزدیک لوگوں سے ضرر اور نقصان کو دور کرنے اور عوام الناس کے حقوق کی حفاظت لیے حکمران کے لیے تسعیر یعنی اشیاء کے نرخ مقرر کرنا جائز ہے۔
4. فقہائے احناف کے نزدیک تسعیر کے جواز کے لیے شرط یہ ہے کہ مہنگائی مصنوعی ہو، چاہے ذخیرہ اندوزی کے ذریعے ہو یا مختلف تاجروں نے آپ میں گھ جوڑ کرکے بازار پر اپنی اجارہ داری قائم کرکے نرخ بہت زیادہ بڑھا دیے ہوں کنٹرول ریٹ کے علاوہ عوام الناس سے ضرر کو دفع کرنا ممکن نہ ہو۔ ایسی صورت حال میں حکمران کے لیے تسعیر جائز ہے۔
5. تسعیر سے متعلق آراء میں سے جمہور فقہاء کی رائے کو ترجیح حاصل ہے، یعنی عام حالات میں تسعیر ناجائز ہے۔ البتہ جب مارکیٹ میں مختلف تجارتی اجارہ داریوں کے ذریعے دوگنی قیمت تک نرخ بڑھا دیے گئے ہوں تو ایسی صورت میں دفع مضرت کے طور پر تسعیر جائز ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] سورۃ التکویر، ۸۱: ۱۲

Sūrat al-Takwīr, 81:12

[2] سورۃ القمر، ۵۴: ۴۷

Sūrat al-Qamar, 54:47

[3] سورۃ النسآء، ۴: ۵۵۔

Sūrat al-Nisā,, 04:55

[4] زین الدین ، محمد بن ابی بکر ، مختار الصحاح ، مادہ: س ع ر ، ناشر: المکتبۃ العصریہ ، الدار النموذجیۃ بیروت صیدا ، ط: پنجم، ۱۴۲۰ھ ، ج:۱، ص: ۱۸۴

Zyn al-Dīn, Muḥammad bin Abī Bakar, Mukhtār al-Ṣiḥāḥ, Mādat: Sīn 'yn Rā, (Al-Maktabat al-'ṣriyyat, Berūit: Edition 5th , 1420ah), Vol:01,P:184

[5] ابن منظور، محمد بن مکرم ، لسان العرب، مادہ: س ع ر، ناشر: دار صادر بیروت، ط: سوم، ۱۴۱۴ھ، ج: ۴، ص: ۳۶۵

Afrīqī, Muḥammad bin Mukarrum bin #lī, Lisān al-'rab, Mādat: Sīn 'yn Rā, (Dār Ṣādar, Berūit: Editon 3rd, 1414ah),Vol:04,PP:365

[6] مرتضیٰ زبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، مادہ: سعر، ناشر: دار الھدایۃ، ط: ندارد، ج: ۱۲، ص: ۲۸

Zubaydī, Syed Muḥammad Murtaḍā al-$husainī, Tāj Al-'urūs,(Dār al-Hidāyat), Vol:12,P:28

[7] قلعجی، محمد رواس، حامد صادق، معجم لغۃ الفقہاء، ناشر: دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط: دوم، ۱۴۰۸ھ، ج: ۱، ص: ۱۳۰

Qal'jī, Muḥammad Rūwās, $hāmid Ṣādiq, Mu'jam Lughat al-Fuqahā, (Dār al-Nafā,s le al-Ṭebā'at wa al-Nashr wa Tawzī': Edition 2nd , 1408ah), Vol:01,P:130

[8] تتوی سندی، محمد بن عبد الہادی، حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ، ناشر: دار الجیل بیروت، ج: ۲، ص: ۲۰

Tatwī Sindī, Muḥammad bin 'bd al-Hādī,Ḥāshiyat Al-Sindī 'lā Sunan Ibn Mājat, (Dār al-Jiyal, Berūit),Vol:02,P:20

[9] شوکانی، محمد بن علی بن محمد، نیل الأوطار، ناشر: دار الحدیث، مصر، ط: اول، ۱۴۱۳ھ۔ ۱۹۹۳م، ج: ۵، ص: ۲۶۰

Shwkānī, Muḥammad bin 'lī bin Muḥammad, Nīl al-Awṭār, (Dār al-Ḥadīth, Egypt: Edition 1st , 1413ah), Vol:05,P260:

[10] برہان الدین، ابو الحسن علی بن ابو بکر، الہدایہ، ناشر: مکتبہ رحمانیہ لاہور، ط: ندارد، کتاب الکراہیۃ، فصل فی البیع، ج: ۴، ص: ۴۷۴

Burhān al-dīn, Abū al-Ḥasan 'lī bin Abū Bakar, Al-Hidāyat, (Maktabat Raḥmāniyyat, Lāhore), Faṣl fī al-Bay', Vol:04,P:474

[11] ایضاً

Ibid

[12] ایضاً

Ibid

[13] حلبی، ابراہیم بن محمد، مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر، ناشر: دار الکتب العلمیہ لبنان بیروت، ط: ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م، ج: ۱، ص: ۲۱۴۔ ۲۱۵

Ḥalbī, Ibrāhīm bin Muḥammad, Majma' al-Anhur fī Sharḥ Multaqa al-Abhur, (Dār al-Kutub al-'lmiyyat Berūit, 1419ah), Vol:01,PP:214-215

[14] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المختار علی الدر المختار، ناشر: دار الفکر بیروت، ط: دوم ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۲م، ج: ۶، ص: ۴۰۰

Ibn 'ābdīn, Muḥammad Amīn bin 'umar, Rad al-Muḥtār 'lā al-Dur al-Mukhtār, (Dār al-Fikar, Berūit: Edition 2nd , 1412ah), Vol:06,P:400

[15] زیلعی ، عثمان بن علی ، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی ، ناشر: المطبعۃ الکبریٰ الأمیریہ ، قاہرہ ، ط: اول ۱۳۱۳ھ ، ج:۶، ص:۲۸

Zīl'ī, 'uthmān bin 'lī, Tabyīn al-Ḥaqā,q Sharḥ Kanz al-Dqā,eq wa Ḥāshiyyat al-Shalbī, (Al-Maṭba'at al-Kubrā Al-Amīriyyat, Cario: Edition 1st 1313ah), Vol:06,P:28

[16] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الطرق الحکمیہ، ص: ۲۱۴

Ibn Qayyam, Muḥammad bin Abī Bakar, Al-Ṭarīq al-Ḥikmat, P:214

[17] ابوالحسین، یحیٰ بن ابی الخیر، البیان فی مذہب الشافعی، ناشر: دارالمنہاج جدہ، ط: اول ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م، ج:۵، ص: ۳۵۴

Abū al-Ḥusain, Yaḥyā bin Abī al-Khyr, Al-Bayān fī Mazhab al-Shāf'ī, (Dār al-Minḥaj, Jeddah: Edition 1st , 1421ah), Vol:05,P:354

[18] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الطرق الحکمیہ، ناشر: مکتبہ دار البیان، ط: ندارد، ص: ۲۰۶

Ibn Qayyam, Muḥammad bin Abī Bakar, Al-Ṭarīq al-Ḥikmat,(Maktabah Dār al-Bayān), P:206

[19] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، الکافی فی فقہ الامام احمد، ناشر: دارالکتب العلمیہ، ط: اول ۱۴۱۴ھ، ج:۲، ص: ۲۵

Ibn Qadāmat, 'bd Allāh bin Aḥmad, Al-Kāfī fī fiqh al-Imām Aḥmad, (Dār al-Kutub Al-'lmiyyat Berūit: Edition 1st , 1414ah), Vol:02,P:25

[20] ایضاً

Ibid

[21] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، ناشر: مکتبۃ القاہرہ، ط: ندارد، ج:۴، ص: ۱۶۴

Ibn Qadāmat, 'bd Allāh bin Aḥmad, Al-Mughnī Le Ibn Qadāmat, (Maktabat Cario), Vol:04,P:164

[22] سورۃالنسآء، ۴: ۲۹

Sūrat al-Nisā,, 4:29

[23] مفتی، محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ناشر: ادارۃالمعارف کراچی، ط: جدید ۱۴۳۹ھ-۲۰۱۸، ج:۲، ص: ۴۲۸

Muftī, Muḥammad Shafī' 'thmānī, Ma'ārif al-Qurān, (Idārat al-Ma'ārif, Karāchī: New Edition 1439ah), Vol:02,P:428

[24] ابوحیان، محمد بن یوسف، البحرالمحیط فی التفسیر، ناشر: دارالفکر بیروت، ط: ۱۴۲۰ھ، ج: ۳، ص: ۶۱۰

Abū Ḥayyān, Muḥammad bin Yūsaf, Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī al-Tafsīr, (Dār al-Fikar, Berūit: 1420ah), Vol:03,P:610

[25] دارقطنی، علی بن عمر، سنن دارقطنی، ناشر: مؤسستہ الرسالۃ بیروت لبنان، ط: اول ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۴م، رقم الحدیث: ۲۸۸۱

Dār Quṭnī, 'lī bin 'umar, Sunan Dār Quṭnī, (M,assisah al-risālah, Berūit: 1424ah), Ḥadīth Number:2881

[26] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ناشر: داراحیاء الکتب العربیۃ، ط: ندارد، رقم الحدیث: ۲۱۸۵

Ibn Mājat, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn Majat, (Dār Iḥyā, al-turāth al-'rabī),Ḥadīth Number:2185

[27] امام ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد، ناشر: مؤسستہ الرسالۃ، ط: اول ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م، رقم الحدیث: ۹۳۷

Imām Ibn Ḥanbal, Aḥmad bin Muḥammad, Musnad Aḥmad,(M,assisah al-risālah, Berūit: Edition 1st , 1421ah), Ḥadīth Number:937

28 بہیقی، احمد بن حسین، سنن الکبری للبیہقی، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت، ط: ثالث ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م، رقم الحدیث: ۱۱۹۳۸
Byhaqī, Aḥmad bin Ḥusain, Sunan al-Kubrā, (Dār al-Kutub al-'lmiyyat, Berūit: Edition 3rd , 1424ah), Ḥadīth Number: 11938

29 اِبو داوٗد، سلیمان بن اِشعث، سنن اِبی داوٗد، ناشر: المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت، ط: ندارد، رقم الحدیث: ۳۴۵۱
Abū Dāūd, Sulymān bin Ash'ath, Sunan Abī Daūd, (Al-Maktabah Al-'aṣriyyat Berūit), Ḥadīth Number:3451

30 اِبو یعلیٰ موصلی، احمد بن محمد، مسند اِبی یعلیٰ، ناشر: دار المأمون للتراث دمشق، ط: اول، ۱۴۰۴ھ، رقم الحدیث: ۱۳۵۴
Abū Ya'lā Mūṣlī, Aḥmad bin Muḥammad, Musnad Abī Ya'lā, (Dār al-Māmūn le-turath Demashq: Edition 1st , 1404ah), Ḥadīth Number:1354

31 اِبو حاتم، محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط: اول، ۱۴۰۸ھ، رقم الحدیث: ۴۹۶۷
Abū Ḥāthim, Muḥammad bin Ḥabbān, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥabbān, (M,assisah al-risālah, Berūit: Edition 1st , 1404ah), Ḥadīth Number:4967

32 امام، مالک بن انس، المؤطا، ناشر: مؤسسۃ زاید بن سلطان، ط: اول ۱۴۲۵ھ، رقم الحدیث: ۲۳۹۹
Imām, Mālik bin Anas, Al-Mu,aṭṭā, (M,assisah Zāyed bin Sulṭān, Edition 1st , 1425ah), Ḥadīth Number: 2399

33 المزنی، اسماعیل بن یحیٰ، مختصر المزنی، ناشر: دار المعرفۃ بیروت، سن نشر: ۱۴۱۰ھ، ج: ۸، ص: ۱۹۱
Al-Muznī, Ismā'īl bin Yaḥyā, Mukhtaṣar al-Muznī, (Dār al-Ma'rifat Berūit: 1410ah), Vol:08,P:191

34 جلال الدین سیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الأشباہ والنظائر، ط: اول ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰م، ص: ۸۳
Jalāl al-dīn Sayūṭī, 'bd al-Raḥmān bin Abī Bakar, Al-Ashbāh wa al-Naẓā,r, Edition 1st , 1411ah), P:83

35 امام، مالک بن انس، موّطا مالک، رقم الحدیث: ۲۹۸۲
Imām Mālik bin Anas, Mu,aṭṭā Māalik, Ḥadīth Number:2982

36 آفندی، علی حیدر خواجہ امین، درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام، ناشر: دار الجیل، ط: اول ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۱م، ج: ۳، ص: ۲۳۳
Aāfandī, 'lī Ḥydar Khawājat Amīn, Durar al-Ḥukkām fī Sharḥ Majallat al-Aḥkām, (Dār al-Jiyal Edition 1st , 1411ah), Vol:03,P:233

37 طبرانی، سلیمان بن احمد، معجم کبیر للطبرانی، ناشر: مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ، ط: دوم، رقم الحدیث: ۸۸۸، ج: ۲۲، ص: ۳۵۴
Ṭibrānī, Sulymān bin Aḥmad, Mu'jam Kabīr Le-Ṭebrānī, (Maktabat Ibn Taymiyyat, Cario: Edition 2nd), Ḥadīth Number: 888, Vol:22,P:354